بعض روایات کی صحیح تفہیم

ضروری ہے کہ ان روایات کو دیکھا جائے جن میں بعض اعمال پر کفر کا لفظ ذکر کیا گیا ہے

بعض روایات میں معاشرتی اختلاف مثلا گالم گلوچ، لڑنا جھگڑنا پر کفر کا لفظ وارد ہوا ہے ان کی صحیح تفہیم پر شارحین نے بحث کی ہے – چونکہ متن میں کفر کا لفظ آیا ہے ان پر بحث ضروری ہے

مسلمان سے لڑنا کفر ہے ؟

قرآن واحادیث میں مومن کا مومن سے جنگ و قتال کرنا سخت منع ہے – بلفرض اگر کسی جھگڑے میں قتال واقع ہو جائے تو قرآن میں ہے کہ مومن آپس میں قتال کر بیٹھیں تو بھی مومن ہی رہیں گے لیکن قصاص لیا جائے گا – سورہ حجرات میں ہے

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ

لیکن عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب قول ہے- سنن نسائی میں ہے

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ
قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے

اِبی وَائِلٍ نے کبھی اس کو ابن مسعود کا موقوف قول کہا ہے اور بعض اوقات اس کو مرفوع کر کے حدیث نبوی قرار دیا ہے – سنن نسائی میں ہے

أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: قُلْتُ لِحَمَّادٍ، سَمِعْتُ مَنْصُورًا، وَسُلَيْمَانَ، وَزُبَيْدًا يُحَدِّثُونَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ". مَنْ تَتَّهِمُ ؟ أَتَتَّهِمُ مَنْصُورًا ؟ أَتَتَّهِمُ زُبَيْدًا ؟ أَتَتَّهِمُ سُلَيْمَانَ ؟، قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَتَّهِمُ أَبَا وَائِلٍ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر (کا کام) ہے"۔ (اس حدیث کی روایت کے بارے میں شعبہ نے حماد سے کہا) آپ کس پر (وہم، غلطی کی) تہمت (اور الزام) لگاتے ہیں؟ منصور پر، زبید پر یا سلیمان اعمش پر؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں تو ابو وائل پر تہمت لگاتا ہوں

یعنی حماد کو ابو وائل شقیق بن سلمہ کے سلسلہ میں شک ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے یا نہیں- اسی سند سے یہ صحیح بخاری میں بھی ہے جبکہ محدثین کا اس روایت کی صحت پر اختلاف ہے

قرآن میں مومنوں کی آپس کی لڑائی پر ان کو مومن ہی کہا گیا ہے

وَاِنْ طَـآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَـهُمَا ۖ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّـٰى تَفِيٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّـٰهِ ۚ فَاِنْ فَـآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَـهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۖ اِنَّ اللّـٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (9)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو، پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے، پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرا دو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یوسف ربانی کتاب حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر میں روایت لکھتے ہیں

مسلمانوں کا باہمی قتال کفریہ فعل ہے:

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

« فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ » [بخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ﴾: ٧٤٤٧]

”بے شک تمھارے جان و مال اور عزتیں تمھارے لیے (یعنی ایک دوسرے کے لیے) اس طرح قابل احترام ہیں جیسے تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس شہر میں اور تمھارے اس مہینے میں ہے، اس دن جب تم اپنے رب سے ملو گے تو وہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے پوچھے گا، پس تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔“

یہ قول اپنے ظاہر میں خلاف قرآن ہے کیونکہ مسلمان کو عمدا قتل کرنے والے سے قصاص لینے کا حکم ہے اس کو مرتد قرار دینے کا حکم نہیں ہے۔اس قول کی شرح اس طرح ہے کہ دور نبوی میں مسلمان سے قتال مشرکین کرتے تھے کہا گیا کہ جو بھی مسلم سے قتال کر رہا ہے یعنی جنگ میں ہے وہ کافر ہے اور کسی مومن کو جان بوجھ کر (حدود اللہ کے نفاذ کے علاوہ) قتل کرنے والا جہنمی ہے۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ میرے بعد کافر (کی طرح) نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارو یعنی مومن کو قتل کرنا بظاہر کفار کا کام ہے۔البتہ اصل میں مومن مومن کو قتل کرے تو شرع میں اس پر قصاص کا حکم لگے کا نہ کہ ارتاد کا۔ خواجہ محمد قاسم کراچی کا عثمانی مذھب میں لکھتے ہیں

معلوم ہوا کہ مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو دائرہ اسلام سے نہیں نکل جاتے اسی لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کفر دون کفر (ص۹) یعنی کفر کفر میں فرق ہوتا ہے۔ یعنی ایک کفر وہ ہوتا ہے جس سے انسان خارج عن الاسلام ہو جاتا ہے اور ایک کفر کو ہم گناہ کبیرہ کہہ سکتے ہیں۔

کوئی غیر مقلد کچھ کہہ رہا ہے تو کوئی کچھ !

سوال ہے کہ کیا اصحاب رسول کو قتل کرنے سے کیا آدمی مسلمان ہی رہتا ہے ؟ اس کا جواب ہے کہ اصحاب رسول نے خود ایک دوسرے کو جنگوں میں قتل کیا ہے جن کو مشاجرات کہا جاتا ہے – عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے قاتل عمر ابو لولو فیروز کی مسلم بیٹی کو غصہ میں قتل کیا ہے اور عبید اللہ بن عمر کا قصاص پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے رقم دے کر ادا کیا تھا –

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کیا ہے اور بعد میں یہ قاتلین، علی رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے- علی رضی اللہ عنہ نے ان پر ارتاد کا حکم نہیں لگایا بلکہ ان لوگوں کو مسلمانوں پر امیر مقرر کیا-

مومن کے قتل پر قصاص کا حکم تو ہو گا اسلام سے ارتاد کا حکم نہیں لگے گا کیونکہ ان لوگوں نے ارکان اسلام کا انکار نہیں کیا ہے

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے ؟

عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب قول ہے- سنن نسائی میں ہے

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ
قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے

اس کو مرفوع بنا کر صحیح بخاری میں پیش کیا گیا ہے- روایت میں گالی دینے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ فسق ہے – سنن نسائی میں ہے

أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ حَجَّاجٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، إِذَا كَانَ يَوْمُ صِيَامِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ، أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا:

."إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے، وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، روزہ ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو فحش گوئی نہ کرے، شور و شغب نہ کرے، اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے مار پیٹ کرے تو اس سے کہہ دے (بھائی) میں روزے سے ہوں

یعنی عام دنوں میں جب مومن روزے سے نہ ہوں گالی منہ سے نکل سکتی ہے اگر روزے سے ہوں تو جس کو گالی دی گئی وہ پلٹ کر نہ دے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

یحیٰی بن ایوب قتیبہ بن سعید، ابن حجر اسماعیل ابن جعفر علاء حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے (یعنی زیادتی نہ کرے)۔

سنن نسائی میں ہے

حدیث نمبر: 4731

أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ سِمَاكٍ، ذَكَرَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَتَلَ هَذَا أَخِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَقَتَلْتَهُ"، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ، قَالَ: نَعَمْ قَتَلْتُهُ، قَالَ: "كَيْفَ قَتَلْتَهُ ؟"، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَحْتَطِبُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُ بِالْفَأْسِ عَلَى قَرْنِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ ؟"، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَالِي إِلَّا فَأْسِي وَكِسَائِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَتُرَى قَوْمَكَ يَشْتَرُونَكَ ؟"، قَالَ: أَنَا أَهْوَنُ عَلَى قَوْمِي مِنْ ذَاكَ فَرَمَى بِالنِّسْعَةِ إِلَى الرَّجُلِ، فَقَالَ: دُونَكَ صَاحِبَكَ، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ"، فَأَدْرَكُوا الرَّجُلَ، فَقَالُوا: وَيْلَكَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ

مِثْلُهُ"، فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حُدِّثْتُ أَنَّكَ قُلْتَ: "إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ"، وَهَلْ أَخَذْتُهُ إِلَّا بِأَمْرِ، فَقَالَ: "مَا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ، وَإِثْمِ صَاحِبِكَ"، قَالَ: بَلَى، قَالَ: "فَإِنْ ذَاكَ"، قَالَ: ذَلِكَ كَذَلِكَ

.

وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص دوسرے کو ایک رسی میں گھسیٹتا ہوا آیا، اور کہا: اللہ کے رسول! اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے، آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟"، اس نے (لانے والے نے) کہا: اللہ کے رسول! اگر یہ اقبال جرم نہیں کرتا تو میں گواہ لاتا ہوں، اس (قاتل) نے کہا: ہاں، اسے میں نے قتل کیا ہے، آپ نے فرمایا: "اسے تم نے کیسے قتل کیا؟" اس نے کہا: میں اور وہ ایک درخت سے ایندھن جمع کر رہے تھے، اتنے میں اس نے مجھے گالی دی، مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کے سر پر کلہاڑی مار دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے جس سے اپنی جان کے بدلے تم اس کی دیت دے سکو"، اس نے کہا: میرے پاس سوائے اس کلہاڑی اور کمبل کے کچھ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا قبیلہ تمہیں خرید لے گا (یعنی تمہاری دیت دیدے گا) وہ بولا: میری اہمیت میرے قبیلہ میں اس (مال) سے بھی کمتر ہے، پھر آپ نے رسی اس شخص (ولی) کے سامنے پھینک دی اور فرمایا: "تمہارا آدمی تمہارے سامنے ہے"، جب وہ پلٹ کر چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی جیسا ہو گا"، لوگوں نے اس شخص کو پکڑ کر کہا: تمہارا برا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی جیسا ہو گا"، یہ سن کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آیا اور بولا: اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی جیسا ہو گا"، میں نے تو آپ ہی کے حکم سے اسے پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا تم نہیں چاہتے کہ یہ تمہارا گناہ اور تمہارے آدمی کا گناہ سمیٹ لے؟"، اس نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: "تو یہی ہو گا"، اس نے کہا: تو ایسا ہی سہی (میں اسے چھوڑ دیتا ہوں)۔

تخریج دارالدعوہ: انظر حدیث رقم: ۴۷۲۷ (صحیح)

یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت کرتی ہے مومن کو گالی دینے اور قتل کرنے کے بعد بھی قاتل مومن ہی رہتا ہے کافر نہیں ہوتا

گالی دینے کو جاہلیت کا کام کہا گیا ہے لیکن ایسا نہیں کہ آدمی اسلام سے ہی خارج ہو جائے صحیح بخاری میں ہے

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے اسے واصل احدب سے، انہوں نے معرور سے، کہا میں ابوذر سے ربذہ میں ملا وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص یعنی غلام کو برا بھلا کہا تھا اور اس کی ماں کی غیرت دلائی (یعنی گالی دی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم کر کے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! تو نے اسے ماں کے نام سے غیرت دلائی، بیشک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ (یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی بنا پر) انہیں تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے تو جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو آپ کھاتا ہے اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو آپ پہنتا ہے اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لیے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی سخت کام ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔

بے شمار احادیث میں ہے کہ اصحاب رسول نے ایک دوسرے کو فعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ ماں کی گالی دی

صحیح بخاری میں ہے

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ہم سے واصل بن حیان نے جو کبڑے تھے، بیان کیا، کہا کہ میں نے معرور بن سوید سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ میری ایک صاحب (یعنی بلال رضی اللہ عنہ سے) سے کچھ گالی گلوچ ہو گئی تھی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟

کتاب حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر ص ۱۰۹ از یوسف ربانی میں اس کی وضاحت کی گئی

④ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

《 سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ 》[بخاري، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن...... : ٤٧]

''مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

اس حدیث میں ''کفر'' سے مراد کفر دون کفر ہے، یعنی مسلمانوں کا باہمی قتل کفر یہ فعل ہے لیکن کفر اصغر ہونے کی وجہ سے انھیں دین سے خارج نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [الحجرات : ٩، ١٠]

''اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرا دو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اس باہم قتال کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں ایمان کے لقب یعنی مومنین کے دو گروہ کہہ کر پکارا ہے۔ [التعليق التحذير من فتنة التكفير ص : ١٧، از محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ، اردو مترجم]

تفسیر القرآن الکریم میں ہے: ''امام بخاری اور دوسرے ائمہ کرام نے فرمایا کہ آیت: ﴿وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دلیل ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے لڑنے کے باوجود مسلمان ہی رہتے ہیں، اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہو جاتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

معلوم ہوا کہ اس روایت کا تکفیر کرنے سے تعلق ہی نہیں یہ تو انذار کا انداز ہے کہ اس فعل قتل و سب و شتم سے منع کیا گیا ہے

دور نبوی میں اصحاب رسول بعض اوقات مومن پر لعنت بھی کر دیتے تھے۔ صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ حدود اور حدود سے بچنے کا بیان

حدیث 1718

شراب پینے والے پر لعنت کرنا مکروہ ہے۔اور یہ کہ دین سے خارج نہیں ہے

راوی: یحییٰ بن بکیر , لیث , خالد بن یزید , سعید بن ابی ہلال , زید بن اسلم اپنے والد سے وہ عمر بن الخطاب

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللَّهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْقَوْمِ اللَّهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

یحییٰ بن بکیر، لیث، خالد بن یزید، سعید بن ابی ہلال، زید بن اسلم اپنے والد سے وہ حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو شراب پینے کے سبب کوڑے لگوائے تھے ایک دن پھر نشہ کی حالت میں لایا گیا آپ نے اس کو کوڑے مارے جانے کا حکم دیا تو اس کو کوڑے لگائے گئے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو، کسی قدر یہ (نشہ کی حالت میں) لایا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

سوال کیا جاتا ہے کہ کیا ایک صحابی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے باوجود شرابی ہو سکتا ہے؟
راقم کہتا ہے حدیث کی سند صحیح ہے-امام بخاری نے اس حدیث کو لا کر یہ ثابت کیا کہ ان کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ گناہ کبیرہ والے جہنمی نہیں ہیں اور اس کی مثال اس حدیث سے دی
اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا معاملہ وہ ہے جو منافق جیسا نہ ہو لیکن وہ گناہ کر سکتا ہے اور معافی بھی مانگ سکتا ہے
جہاد سے جی چرانے والے تین اصحاب رسول جن کا ذکر سورہ توبہ میں ہے اللہ سے محبت کرتے تھے لیکن اس کے اذن پر بر وقت عمل نہ کر سکے لہذا مومن شرابی ہو سکتا ہے، معافی مانگ سکتا ہے، گناہ کرنے کے باوجود مومن سمجھا جائے گا

شرح اِصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ از ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی (المتوفی: 418ھ-) کے مطابق

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ» هَذَا عَلَى التَّغْلِيظِ, نَرْوِيهَا كَمَا جَاءَتْ وَلَا نُفَسِّرُهَا. وَقَوْلُهُ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ», وَمِثْلُ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ», [ص:184] وَمِثْلُ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ», وَمِثْلُ: " مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا ", وَمِثْلُ: «كُفْرٌ بِاللَّهِ تَبَرُّؤٌ مِنْ نَسَبٍ, وَإِنْ دَقَّ». وَنَحْوُهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ مِمَّا قَدْ صَحَّ وَحُفِظَ فَإِنَّا نُسَلِّمُ لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ تَفْسِيرُهَا, وَلَا يُتَكَلَّمُ فِيهِ وَلَا يُجَادَلُ فِيهِ وَلَا تُفَسَّرُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ إِلَّا بِمِثْلِ مَا جَاءَتْ, وَلَا نَرُدُّهَا إِلَّا بِأَحَقِّ مِنْهَا

احادیث کہ جس میں تین باتیں ہوں وہ منافق ہے تو یہ تغلیظ ہے ہم اس کو روایت کریں گے تفسیر نہیں کریں گے اور قول میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ گردن مارو ایک دوسرے کی اور مثال ہے جب دو مسلمان تلوار لے کر آمنے سامنے ہوں تو قاتل و مقتول جہنمی ہیں اور مثال ہے کہ مسلم کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کفر ہے اور مثال ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر یہ پلٹے گا اور مثال ہے کہ ... اور اس طرح کی احادیث جن میں سے بعض کی تصحیح کی گئی ہے اور یاد رکھا گیا ہے تو ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی تفسیر ہم کو معلوم نہیں ہے اور ہم ان پر کلام نہیں کریں گے اور نہ اس پر جھگڑا کریں گے اور نہ ان کی تفسیر کریں گے بلکہ جیسی ہیں ویسی لیں گے اور نہ رد کریں گے

کسی اور کو باپ بنانے والا کافر ہے

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جس شخص نے جانتے بوجھتے کسی دوسرے کو باپ بنایا تو یہ بھی کفر کی بات ہے اور جس شخص نے ایسی بات کو اپنی طرف منسوب کیا جو اس میں نہیں ہے تو ایسا شخص ہم میں سے نہیں ہے اور اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہئے اور جس نے کسی کو کافر کہا یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ آئے گا''۔

(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 219)

اس روایت کی شرح حدیث

من غش فلیس منا سے کی جائے گی

جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں

یہ کہنے کی حرمت کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو معاف نہ کرے گا

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ...... قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ
(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی النہی عن البغی)

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی ایک دوسرے کے لگے (برابر) کے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک تو گناہ گار تھا اور دوسرا عبادت میں کوشش کرنے والا تھا۔ عبادت کی جدوجہد میں لگے رہنے والا ہمیشہ دوسرے کو گناہ کرتا ہی دیکھتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ ان گناہوں سے رک جا ایک روز اس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے پایا تو اس سے کہا کہ اس گناہ سے رک جا تو گناہ گار نے کہا کہ مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے۔ کیا تو مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہیں کریں گے یا کہا کہ اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا پھر ان دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں تو دونوں کی روحیں رب العالمین کے سامنے جمع ہوئیں تو اللہ نے عابد سے فرمایا کہ کیا تو اس چیز پر جو میرے قبضہ قدرت میں ہے قادر ہے؟ اور گناہ گار سے فرمایا کہ جا جنت میں داخل ہو جا میری رحمت کی بدولت اور دوسرے (عابد) کے لئے فرمایا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس عابد نے ایسا کلمہ " کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ کر دیں۔

اس روایت کو بعض نے حسن کہا ہے
سند میں عکرمۃ بن عمار ہے یہ مختلط ہوا تھا- اس نے منکر روایات بھی بیان کی ہیں- اور مدلس بھی ہے- منذری نے لکھا ہے ابو داود کے

طرق میں

علی بن ثابت الجزری، قال الازدی: ضعیف الحدیث

لہذا اس کی سند میں ضعیف راوی ہے - صحیح ابن حبان میں اس کا دوسرا طرق ہے ہے وہاں یہ راوی نہیں ہے اور صحیح ابن حبان کی سند کو حسن کہہ سکتے ہیں

صحیح مسلم اس کا شاہد ہے

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدَبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَ " أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ، فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ

ایک شخص نے کہا اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا —... اللہ نے کہا میں نے اس فلاں کو بخش دیا اور اس کا عمل ختم کر دیا

یہ حدیث دلیل ہے کہ مومن کو کافر کہنے کی سخت حرمت ہے اور اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ کفر کا فتوی پلٹتا ہے

ایک جاہل کی وصیت

اتباع الطاغوت والے کہتے ہیں کہ علماء اگر غلط عقائد بھی پھیلا دیں تو ان کے کلمہ کفر یا غلط عقیدہ پر بھی معافی ہے —اس حوالے سے روایت پیش کی جاتی ہے

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے گناہوں کی وجہ سے اپنے نفس پر بڑی زیادتی کی تھی جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا۔

اِذَا اَنَا مِتُّ فَاحْرِقُوْنِیْ ثُمَّ اَطْحَنُوْنِیْ ثُمَّ ذَرُّوْنِیْ فِی الرِّیْحِ فَوَ اللّٰہِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰہُ عَلَیَّ لَیُعَذِّبُنِیْ عَذَابًا مَّا عَذَّبَہٗ اَحَدًا۔

یعنی جب میں مر جائوں تو تم مجھے جلا کر میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ واللہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی تو مجھے وہ ایسی سزا دے گا جو اور کسی کو اس نے نہیں دی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے ساتھ یہی کاروائی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کے تمام ذرات کو جمع کر دے سو اس نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ جمع کر دیا گیا تو وہ آدمی تھا جو کھڑا کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے یہ سب کاروائی کیوں کی؟ اس نے جواب دیا اے میرے رب تیرے ڈر کی وجہ سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

(رواہ البخاری جلد ا ص ۴۹۵ واللفظ لہ ' مسلم ج ۲ ص ۳۵۶)

کتاب مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين میں ہے کہ وہابی عالم ابن العثیمین اس روایت پر کہتے ہیں

فهذا رجل شك في قدرة الله وفي إعادته إذا ذرى، بل اعتقد أنه لا يعاد وهذا كفر باتفاق المسلمين، لكن كان جاهلا لا يعلم ذلك، وكان مؤمنا يخاف الله أن يعاقبه فغفر له بذلك.

والمتأول من أهل الاجتهاد الحريص على متابعة الرسول، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أولى بالمغفرة من مثل هذا. ا. هـ.

وبهذا علم الفرق بين القول والقائل، وبين الفعل والفاعل، فليس كل قول أو فعل يكون فسقا أو كفرا يحكم على قائله أو فاعله بذلك، قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله ص165ج 35 من مجموع الفتاوى:وأصل ذلك أن المقالة التي هي كفر بالكتاب والسنة والإجماع

پس اس شخص نے اللہ کی قدرت پر شک کیا اور… بلکہ اعتقاد کیا کہ اس کا معادنہ ہو گا اور یہ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ کفر ہے لیکن یہ جاہل تھا اور اس کو اس کا پتا نہ تھا اور مومن تھا اللہ سے ڈرتا تھا کہ اس کو پکڑ نہ لے پس اس پر اس کی مغفرت ہوئی… ابن تیمیہ کہتے ہیں ص 165 ج 35 من مجموع الفتاوى یہ اس کا کہنا کتاب اللہ اور سنت اور اجماع کے مطابق کفر ہے

مسلک پرستوں کی اپنی ممدوح شخصیات اس کو ایک مخصوص واقعہ کہہ رہی ہیں کہ ایک کفریہ عقیدہ رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ۔کیا یہ عموم ہے؟ اگر عموم کی بات درست مانی جائے تو اس طرح تو سارے معاد کے انکاریوں کی بخشش ماننا پڑے گی- لہذا یہ ایک مخصوص واقعہ ہی ہے اس سے زیادہ نہیں- اب چونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ خصوص ہے تو دلیل نہیں بن سکتا اور اس سے یہ ثابت تو کہیں بھی نہیں ہوتا کہ تمام مرنے والوں کو واپس جسد عنصری مرتے ہی دے دیا جاتا ہے

البانی سے سوال ہوا: ہل یخرج من ابتدع بدعۃ مکفرۃ او بدعۃ غیر مکفرۃ من اہل السنۃ؟

جواب میں اس روایت کا ذکر کیا اور کہا

أنّ ليس كلّ من وقعَ في الكفر تلبَّسه الكفر ووقع الكفر عليه، أعني به حديث البخاري من رواية صحابيين جليلين وهما أبو سعيد الخدري وحذيفة بن اليمان قالا: قال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم:« كان فيمن كان قبلكم رجل حضرته الوفاة فجمع أولاده حوله فقال لهم: أيّ أبٍ كنتُ لكم ؟. قالوا: خير أبٍ. قال: فإني مذنبٌ مع ربي ولإن قدِرَ الله عليّ ليعذبني عذاباً شديداً، فإذا أنا متُّ فخذوني وحرّقوني بالنار ثم ذروا نصفي في البحر ونصفي في الرياح، فمات حرقوه بالنار فذروا نصفه في الريح ونصفه في البحر. فقال الله عز وجل لذراته: كوني فلاناً فكانت. قال الله عز وجل: أي عبدي ما حملك على ما فعلتَ ؟. قال: ربي خشيتُك. قال: اذهب فقد غفرتُ لك ». فالآن نحن نتساءل، كفر هذا الرجل ولا ما كفر ؟. كفر، لكن الله غفر له. متدخل: قال: ما كفر. الشيخ : ما كفر قال، أنا ما سمعته، بقوله: لإن قدِرَ الله عليّ، ما كفَرَ ؟. المتدخل: إي نعم. هذا القول نعم. الشيخ : فإذا أنا ما حدثتك، قلت كفر أم لا ؟ المتدخل: نعم. الشيخ : طيّب، ونحن نعلم من القرآن الكريم : ﴿ إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ ﴾ [النساء : 48]. كيف الجمع ؟. الجمع يُفهم من الكلام السابق : ﴿ إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ ﴾ [النساء : 48]؛ ﴿ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ ﴾ عامداً متعمّداً، شو رأيك بهذا القيد ؟. السائل : جيد. الشيخ : كويس، لكن موجود في الآية ؟. السائل : غير موجود. الشيخ : غير موجود، من كيسنا جبناه ؟. السائل : لا. الشيخ : لا ، هكذا الشريعة لا تؤخذ مِن نص من آية من حديث واحد، وإنما مِن مجموع ما جاء في المسألة. لذلك ليس فقط المسائل الفقهية يجب أن تُجمَع كل نصوصها حتى نعرف الناسخ مِن المنسوخ، والخاص من العام، والمطلق مِن المقيد ووو إلى آخره، بل العقيدة أولى بذلك بكثير. فحينما يشرح العلماء هذه الآية :﴿ إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ ﴾؛ عادةً لا يتعرّضون لمثل هذه التفاصيل، لأن الأمر فيما يبدو لهم واضح ما يحتاج إلى مثل هذا التفصيل، لكن حينما تأتي الاشكالات والشبهات فهنا يضطر العالم أن يبيّن ما عنده مِن علم، فهذا الرجل الذي أوصى بالوصية لا أتصوّر أنها في الجور والظلم والضلالة يُمكن أن يكون لها مثل، يُحرّقوه في النار مشان يضل على ربّه، والله يقول: ﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴾ [يس : 78]، مع ذلك غفرَ له لماذا ؟. لأن الكفر ما انعقد في قلب هذا الإنسان، وإنما هو تصوّر ذنوبه مع الله عز وجل، وخوفه منه، وأنّ الله عز وجل إذا وَصَل إليه أنه سيعذبه عذاباً شديداً. هذه الرهبة وهذه الخشية أعمت عليه العقيدة الصحيحة فأمر بهذه الوصية الجائرة، والحديث واضح :« اذهب فقد غفرتُ لك »

ہر چیز جس میں کفر ہو جائے اس کو کفر سے ملتبس نہیں کیا جاتا اور اس حوالے سے بخاری کی حدیث ہے جو دو صحابیوں سے ہیں جن میں ابو سعید الخدری اور حذیفہ بن یمان ہیں کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص گزرا تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا اس نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور ان سے کہا تمہارا باپ کیسا تھا؟ انہوں نے کہا بہترین باپ - اس نے کہا میں نے گناہ کیے ہیں اگر اللہ قادر ہوا تو مجھ کو شدید عذاب دے گا پس جب میں مروں مجھ کو جلا دینا پھر بھسم کو آدھا سمندر میں ڈالنا اور آدھا ہوا میں اڑا دینا - پس وہ مرا اس کو جلا دیا گیا اس کا آدھا سمندر میں اور آدھا ہوا میں اڑا دیا گیا - اللہ تعالی نے اس کے ذرات سے پوچھا: فلاں ہو جا پس وہ ہو گیا - اللہ تعالی نے کہا اے بندے تو نے جو کروایا وہ کیوں کروایا؟ اس نے کہا اے رب آپ کے خوف سے - اللہ تعالی نے فرمایا جا میں نے تجھ کو معاف کیا - البانی نے کہا پس اب ہم اس پر سوال کرتے ہیں کیا اس شخص نے کفر کیا یا نہیں کیا؟ کفر کیا لیکن اللہ نے اس کو معاف کر دیا

متدخل: اپ نے کہا کفر نہیں کیا؟

البانی: اس نے کفر نہیں کیا! ایسا میں نے نہیں سنا کیونکہ قول ہے اگر اللہ قادر ہوا، کیا کفر نہیں؟

متدخل: جی ہاں - یہ کہا تھا - ہاں یہ اس شخص کا قول تھا

البانی: تو میں نے جو حدیث ذکر کی تم کہتے ہو یہ کفر تھا یا نہیں؟

متدخل: جی

البانی: ٹھیک ہے - ہم کو قرآن سے معلوم ہے کہ بے شک اللہ شرک کو معاف نہ کرے گا اور اس کے سوا جو ہے اس میں جس کو چاہے معاف کرے گا - نہیں معاف کرے گا جو جان بوجھ کر کیا جائے اس رائے پر یہ قید ہے

سائل: ٹھیک ہے

البانی ٹھیک ہے نا (کیا یہ جان بوجھ کہنا) یہ آیت میں موجود ہے؟

سائل: موجود نہیں ہے

البانی: اسی طرح شریعت میں ایک ہی حدیث سے یا آیت سے نص نہیں لی جاتی اس میں تمام مجموعہ جو اس مسئلہ پر ہو لیا جاتا ہے .... پس یہ شخص جس نے وصیت کی تھی اس کے بارے میں تصور نہیں ہے کہ وہ ظالم یا گمراہ تھا ... اس کی مغفرت ہوئی ... کیونکہ اس انسان کے قلب پر کفر نہیں تھا بلکہ اس نے اپنے گناہوں کا تصور کیا اور اللہ کا خوف کیا ... اور یہ خشیت و خوف تھا جس نے اس کو صحیح عقیدے سے اندھا کر دیا پس اس نے یہ وصیت کی اور حدیث واضح ہے

معلوم ہوا کہ البانی کے نزدیک یہ شخص صحیح عقیدہ پر اندھا تھا لیکن چونکہ اس کا کلمہ کفر اعتقادی نہ تھا بلکہ خوف سے نکلا اس وجہ سے مغفرت ہوئی - راقم کہتا ہے آخرت پر عقیدے کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ راکھ ہوں یا مٹی واپس زندہ ہوں گا لہٰذا البانی کا کلام بے کار ہے - یہ شخص اپنے آپ کو جلوا رہا ہے یہ سوچ رہا ہے کہ جسم معدوم ہو جائے گا اللہ راکھ کو جمع نہ کر پائے گا - مبشر احمد ربّانی کے بقول بھی یہ شخص جاہل تھا صحیح عقیدے پر نہیں تھا

صحیح بخاری کی وہ حدیث جس میں ہے کہ ایک شخص نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ آدھی دریا میں اور آدھی خشکی میں بکھیر دینا، کیونکہ اگر اللہ نے مجھ پر قابو پا لیا تو ایسا سخت عذاب دے گا جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن حزم ﷫ فرماتے ہیں:

”فهذا إنسان جهل إلى أن مات أن الله عزوجل يقدر على جمع رماده وإحيائه وقد غفر له لإقراره وخوفه وجهله.“

[الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم : ۲/ ۲۷۲]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ وہ انسان ہے جو اپنے مرنے تک اس بات سے جاہل اور ناواقف رہا کہ اللہ تعالیٰ اس کی راکھ جمع کرنے اور اس کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور اللہ نے اس کے اقرار، خوف اور جہالت کی وجہ سے اسے معاف کر دیا۔“

یہ شخص مرنے کے بعد زندہ ہونے کا منکر تھا- کیا یہ عموم ہے یا خصوص ہے ؟ظاہر ہے یہ خاص واقعہ ہے عام نہیں ہے اور بدعت مکفرہ والے فرقے اس کو اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتے

قرآن میں ذکر ہے کہ جو آخرت کا منکر ہے وہ ابدی جہنمی ہے اور احادیث میں چند مخصوص واقعات کا بھی ذکر ہے جن کا مقصد مالک کو الرحمان کہنا ہے- حدیث میں ہے ایک موحد کا ذکر ہے جو آخرت اور معاد کا منکر تھا یعنی صحیح عقیدے پر نہیں تھا- واقعہ خاص ہے کیونکہ -اگر اس کو عام مان لیں تو تمام اخرت کے منکرین کو جنتی قرار دینا پڑے گا

بنیادی عقائد کے رد کرنے والے کو جہنم میں ڈالا جائے گا یہ قرآن میں واضح ہے -اس شخص کا بخش دیا جانا اللہ کی مرضی ہے اس کو ہم خاص ہی کہیں گے کیونکہ اللہ تعالی فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ جو چاہے کرتا ہے

یہ شخص بہت سی عقائد کی باتوں سے لا علم ہے

یہ اللہ کو القادر نہیں سمجھتا یہ قرآن کا رد ہے

یہ آخرت کا منکر ہے کہ سمجھ رہا ہے راکھ بن جانے پر دوبارہ زندہ نہ ہو گا یہ قرآن کا رد ہے

یہ جسم پر عذاب سمجھ رہا ہے جو قرآن کا رد ہے

راقم کہتا ہے یہ سب قبل نزول قرآن سے قبل ایک منفرد واقعہ کی بات ہے-ہر آخرت کا منکر توحید باری کا بھی منکر ہوتا ہے یا ملحد لا دین ہوتا ہے-اس آدمی کی خصوصیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی وحدانیت کا قائل ہے یہ حدیث خصوص کے تحت اسی وجہ سے ہے ورنہ اس کو اگر عام سمجھیں تو یہ خلاف قرآن بن جائے گی اس کا رد لازم آئے گا- یہ آدمی کس دور کا ہے معلوم نہیں ہے- کس علاقے کا ہے معلوم نہیں ہے- ہم کو جب تمام علم نہیں ہے تو روایت سے تکفیر میں کوئی دلیل لینا جھل ہے

قبل بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر کسی کے پاس اس دور کی کتاب اللہ نہیں پہنچی یا اس زمانے کے رسول کی تعلیمات نہیں ملین لیکن وہ اللہ کو واحد مانتا ہے تو اللہ اس پر رحم کر سکتا ہے کہ عقیدہ آخرت کے منکر کو معاف کر دے لیکن چونکہ محمد رسول اللہ اب تمام عالم کے لئے آخری رسول ہیں تو یہ اب ممکن نہیں ہے کیونکہ قرآن نے حجت تمام کر دی[1]-واللہ اعلم

---

[1]

راقم کے اس جواب پر اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالی تو اپنی سنت نہیں بدلتا کہ آخرت کے منکر کو بخش دے – راقم نے جواب دیا

سنت اللہ میں تبدیلی نہ ہی گی یہ قرآن میں چار بار کہا گیا ہے اور ہر بار ایک ہی چیز پر بولا گیا ہےوہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انبیاء کے رد کے بعد قوموں کو برباد کر دیا جاتا ہے
یہ وہ سنت اللہ ہے جس کو نہیں بدلا گیا-اس میں صرف ایک استثنا ہے جو قوم یونس کا ہے

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ
سورہ فتح

(22) وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّـذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُـمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْـرًا
اور اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑتے پھر نہ کوئی حمایتی پاتے نہ کوئی مددگار۔
(23) سُنَّـةَ اللّـٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّـةِ اللّـٰهِ تَبْدِيْلًا
اللہ کا قدیم دستور پہلے سے یونہی چلا آتا ہے اور تو اس کے دستور کو بدلا ہوا نہ پائے گا۔

ذات انواط

فرقے روایت پیش کرتے جائیں کہ مسند احمد کی روایت ہے کہ اصحاب رسول نے شرک کا ارادہ کیا لیکن ان کی تکفیر نہیں کی گئی

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيِّ، (1) عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُنَيْنٍ، قَالَ: وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا، وَيُعَلِّقُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ، يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَاءَ عَظِيمَةٍ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: {اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ} [الأعراف: 138] إِنَّهَا السُّنَنُ، (1) لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً

أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ نے کہا کہ ہم حنین کے لئے مکہ سے نکلے اور کفار کا ایک بیری کا درخت تھا جس پر اعتکاف کرتے اور اسلحہ لٹکاتے تھے جس کو ذات النواط کہا جاتا تھا پس کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ایسا کر دیں پس رسول اللہ نے فرمایا تم نے وہ کہا جو قوم موسی نے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایسا الہ بنا دو انہوں نے کہا تم جاہل قوم ہو

اس روایت کو شعیب الأرنؤوط صحیح کہتے ہیں

صحیح ابن حبان میں بھی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ قُتَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سِنَانَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيَّ – وهم حلفاء بني الديل – أخبر أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ – وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ مَكَّةَ، خَرَجَ بِنَا مَعَهُ قِبَلَ هَوَازِنَ، حَتَّى مَرَرْنَا عَلَى سِدْرَةِ الْكُفَّارِ: سِدْرَةٌ يَعْكِفُونَ حَوْلَهَا، وَيَدْعُونَهَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُ أَكْبَرُ، إِنَّهَا السُّنَنُ، هَذَا كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى: اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلهة، قال: إنكم قوم تجهلون"

[3: 69]

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنكم لتركبن سنن من قبلكم

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خواہش کا اظہار کیا کہ ایسا کیا جائے اس عمل کا ارتکاب نہیں ہوا تھا اس لئے ان کو جاہل کہا گیا کافر نہیں کہا گیا- اگر کوئی عالم فتووں یا کتابوں کفر و شرک پھیلائے تو پھر اس کو مشرک ہی کہا جائے گا جاہل نہیں-

جب مولوی دلائل قرانی سے زچ ہو جاتے ہیں تو پھر یہ سلف کی دہائیاں دینے لگتے ہیں

اگلے پچھلوں پر لعنت کریں گے؟

اس قسم کی ایک حدیث ہے جس کا کوئی صحیح طرق نہیں ہے

قال : حدثنا صالح بن عبد الله الترمذي ، حدثنا الفرج بن فضالة ، أبو فضالة الشامي ، عن يحيى بن سعيد ، عن محمد بن عمرو بن علي عن علي بن أبي طالب ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

لاتقوم الساعة حتى يلعن آخر هذه الامة أولها

ترمذی

سند میں الفرج بن فضالہ ہے ضعیف ہے

محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب بھی ہے جس کا سماع دادا سے نہیں

ابن ماجہ میں ہے

حدثنا الحسين بن أبي السري العسقلاني حدثنا خلف بن تميم عن عبد الله بن السري عن محمد بن المنكدر عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم * إذا لعن آخر هذه الأمة أولها فمن كتم حديثا فقد كتم ما أنزل الله

اس کی سند کو بخاری نے رد کیا ہے

التاریخ الکبیر (197/3) از امام بخاری میں ہے

قال الحسن بن صباح حدثنا خلف بن تميم أبو عبد الرحمن الكوفي قال حدثنا عبد الله بن السري عن محمد بن المنكدر عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم إذا لعن آخر هذه الأمة أولها قال أبو عبد الله لا أعرف عبد الله و لا له سماعا من بن المنكدر

امام بخاری نے کہا سند میں عبد اللہ بن السری کا سماع محمد بن المنکدر سے ثابت نہیں

ترمذی میں ایک اور طرق ہے

حدثنا علي بن حجر ، قال : حدثنا محمد ابن يزيد الواسطي ، عن المستلم بن سعيد ، عن رميح الجذامي عن أبي هريرة , قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولعن آخر هذه الأمة أولها

یہاں سند میں رمیح الجذامی مجہول ہے

ایک اور طرق الطبرانی فی الأوسط میں ہے

حدثنا محمد بن الفضل السقطي ، قال : حدثنا يوسف بن يعقوب الصفار ، قال : حدثنا عبيد بن سعيد القرشي ، عن إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر ، عن عبد الملك بن عمير ، عن مسروق ، عن عائشة قالت : أمرتم بالاستغفار لسلفكم فشتمتموهم ، أما إني سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم ، يقول : لا تفنى هذه الأمة حتى يلعن آخرها أولها .

سند میں اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے

الغرض یہ روایت صحیح نہیں ہر طرق ضعیف ہے اور عقائد میں ضعیف + ضعیف مل کر حسن لغیرہ نہیں ہوتیں یہ صرف عمل سے متعلق روایات کے ساتھ ممکن ہے

آنے والے غلط تکفیر کریں گے؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ بَهْرَامَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ أَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم: "إن مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُئِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدْئًا لِلْإِسْلَامِ غَيَّرَهُ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَمِ الرَّامِي قَالَ بل الرامي

حذیفہ فرماتے ہیں کہ آپ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مجھے تم پر اس فتنے کا ڈر ہے جب ایک آدمی قرآن پڑھے گا یہاں تک کہ اس کی تازگی کے اثرات اس کے چہرے پر نمایاں ہونے لگیں گے اور وہ اسلام کا دفاع کرے گا، لیکن ایک موقع ایسا آئے گا جب وہ ان تمام کاموں کو پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار سونت لے گا اور اسے مشرک قرار دینے لگے گا؟ حزیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ ان دونوں میں شرک کا صحیح مصادق کون ہو گا، آپ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شرک کا دوسرے پر حکم لگائے گا

(صحیح ابن حبان، کتاب العلم، باب ذکر ماکان یتخوف صل اللہ علیہ وسلم علی امتہ جدال المنافق حدیث 81)

یہ صحیح ابن حبان کی روایت ہے سند میں جُندُبٌ البَجَلِيّ اصل میں ایک صحابی ہیں جن کا نام جندب بن عَبْد اللہ بن سفیان البجلی العلقی رضی اللہ عنہ ہے جو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کرتے ہیں۔ لیکن اس میں الصَّلْتِ بْنِ بَهْرَامَ نام کا راوی ہے امام بخاری نے اس کا ایک دوسرا نام صلت بن مہران بتایا ہے اور تاریخ الکبیر میں اس روایت کو نقل کیا ہے

قَالَ لَنَا عليٌّ: حدَّثنا مُحَمد بن بَكر، حدَّثنا الصَّلت، حدَّثنا الْحَسَنُ، حدَّثني جُندُب، أَنَّ حُذَيفة حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبيَّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم قَالَ: أَخوَفُ مَا أَتَخَوَّفُ رَجُلٌ قَرَأَ القُرآنَ، خَرَجَ عَلى جارِهِ بِالسَّيفِ، ورَماهُ بِالشِّرك

یہی قول ابن ابی حاتم کا ہے کہ یہ راوی الصلت بن مہران ہے

میزان الاآعتدال میں الذھبی کے مطابق

الصلت بن مهران.عن شهر بن حوشب، وابن أبي مليكة، والحسن.وعنه محمد بن بكر البرساني، وسهل بن حماد.مستور.

قال ابن القطان: مجهول الحال.

یہ مجھول الحال اور مستور ہے لہذا یہ روایت ضعیف ہے

یہ روایت مسند البزار میں بھی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي كُبَيْشَةَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الصَّلْتُ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جُنْدُبٌ، فِي هَذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْبَصْرَةِ، أَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلًا قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُئِيَ عَلَيْهِ بَهْجَتُهُ، وَكَانَ رِدْءًا لِلْإِسْلَامِ اعْتَزَلَ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ، وَخَرَجَ عَلَى جَارِهِ بِسَيْفِهِ، وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ» وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا اللَّفْظِ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى إِلَّا عَنْ حُذَيْفَةَ [ص:221] بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَالصَّلْتُ هَذَا رَجُلٌ مَشْهُورٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَمَا بَعْدَهُ فَقَدِ اسْتَغْنَيْنَا عَنْ تَعْرِيفِهِمْ؛ لِشُهْرَتِهِمْ

البزار کے مطابق یہ روایت حسن ہے اور الصَّلْتُ تو بصرہ کا مشھور آدمی ہے

راقم کہتا ہے الصَّلْتُ مجھول ہی ہے اگر یہ مشھور ہے تو اس کے باپ کا نام تک تو البزار نے بتایا نہیں

مزید یہ کہ البزار کی سند میں محمد بن بکر البرسانی کے لئے امام نسائی کا قول ہے لیس بالقوی قوی نہیں ہے

ایک دور میں بصرہ خوارج کا گڑھ تھا اور ان کے مخالفین بھی وہاں ان کے لئے احادیث بیان کرتے تھے اس قسم کی روایات اسی دور کی ہیں- البانی نے ابن حبان کی اس روایت کو صحیح ابن حبان کی تعلیق میں حسن قرار دیا ہے

یہ شوشہ کہ الصلت بن مہران اور الصلت بن بھرام ایک ہے ابن حجر نے چھوڑا جب انہوں نے صحیح ابن حبان کا ہی حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ائمہ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور الذہبی سب سے اس راوی کے تعین میں غلطی ہوئی- پھر ابن حجر کی بات کو لوگوں نے بیان کرنا شروع کر دیا جن میں البانی بھی ہیں اور اس طرح راوی مجھول سے ثقہ بن گیا-

راقم کے نزدیک یہ روایت ضعیف سند سے ہے لائق دلیل نہیں ہے